قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ.
إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ (سورة الزمر 9)

علم وذکر

ڈاکٹر مولانا محمد نجیب قاسمی سنبھلی

Dr. Mohammad Najeeb Qasmi

www.najeebqasmi.com

قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

(سورۃ الزمر ۹)

علم وذکر

ڈاکٹر مولانا محمد نجیب قاسمی سنبھلی

Dr. Mohammad Najeeb Qasmi

www.najeebqasmi.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

علم وذکر

Ilm o Zikr

By Dr. Mohammad Najeeb Qasmi

نام کتاب: علم وذکر

مصنف: ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

پہلا ایڈیشن: مارچ ۲۰۱۶ء

www.najeebqasmi.com

najeebqasmi@gmail.com

Publisher ناشر

فریڈم فائٹر مولانا اسماعیل سنبھلی ویلفیئر سوسائٹی، دیپا سرائے، سنبھل، یوپی، ہندوستان

Freedom Fighter Molana Ismail Sambhali Welfare Society, Deepa Sarai, Sambhal U.P. Pin Code: 244302

کتاب مفت ملنے کا پتہ

ڈاکٹر محمد مجیب، دیپا سرائے، سنبھل، مرادآباد، یوپی، 244302

فہرست

#	عنوان	صفحہ
۱	پیش لفظ: محمد نجیب قاسمی سنبھلی	۵
۲	تقریظ: حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب۔ مہتمم دارالعلوم دیوبند	۷
۳	تقریظ: حضرت مولانا اسرارالحق قاسمی صاحب ۔ ممبر آف پارلیمنٹ، ہند	۸
۴	تقریظ: پروفیسر اخترالواسع صاحب۔ لسانیات کے کمشنر، وزارت اقلیتی بہبود	۹
۵	علم کی روشنی، مدارس کا نصابِ تعلیم اور عظیم خدمات	۱۰
۶	علم کی اہمیت قرآن وحدیث کی روشنی میں	۱۰
۷	مدارس کا قیام	۱۴
۸	مدارس کے قیام کا مقصد	۱۵
۹	مدارس میں کیا پڑھایا جاتا ہے؟	۱۵
۱۰	مدارس کے نصاب میں تبدیلی	۱۶
۱۱	مدارس کی چند اہم خدمات	۱۸
۱۲	عصری درس گاہوں میں دینی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری	۲۲
۱۳	دُعا مؤمن کا عظیم ہتھیار	۲۴
۱۴	دعا کی حقیقت	۲۴
۱۵	دُعا کی ضرورت	۲۴
۱۶	دُعا کی اہمیت	۲۵
۱۷	دُعا کے چند اہم آداب	۲۷
۱۸	دعا کے چند اہم ارکان، شرائط اور واجبات	۲۸

۱۹	دعا کے چند اہم مستحبات	۲۹
۲۰	منہیاتِ ومکروہاتِ دعا	۳۰
۲۱	قبولیت دعا کے بعض اوقات وحالات	۳۱
۲۲	دعا قبول ہونے کے چند اہم مقامات	۳۲
۲۳	مستجاب الدعوات بندے	۳۳
۲۴	دُعا قبول ہونے کی علامت	۳۵
۲۵	ذکر الٰہی	۳۷
۲۶	خصوصی اذکار میں معین تعداد کی خاص فضیلت	۳۸
۲۷	ذکر الٰہی کے لئے تسبیح یا بائیں ہاتھ کا استعمال	۴۰
۲۸	تسبیح کے متعلق علماء کرام کے اقوال	۴۱
۲۹	درود شریف کی اہمیت اور اس کے فضائل	۴۵
۳۰	درود شریف پڑھنے کے فضائل	۴۶
۳۱	درود پڑھنے کے بعض اہم مواقع	۴۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِین، وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْم ِوَعَلٰی آلِہِ وَاَصْحَابِہِ اَجْمَعِیْن.

پیش لفظ

حضور اکرم ﷺ نہ صرف خاتم النبیین ہیں بلکہ آپ ﷺ کی رسالت عالمی بھی ہے، یعنی آپ ﷺ صرف قبیلہ قریش یا عربوں کے لئے نہیں، بلکہ پوری انسانیت کے لئے، اسی طرح صرف اُس زمانہ کے لئے نہیں جس میں آپ ﷺ پیدا ہوئے بلکہ قیامت تک آنے والے تمام انس وجن کے لئے نبی ورسول بنا کر بھیجے گئے۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں امت مسلمہ خاص کر علماء دین کی ذمہ داری ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد دین اسلام کی حفاظت کرکے قرآن وحدیث کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچائیں۔ چنانچہ علماء کرام نے اپنے اپنے زمانہ میں رائج جائز طریقوں سے اس اہم ذمہ داری کو بحسن خوبی انجام دیا۔ علماء کرام کی قرآن وحدیث کی بے لوث خدمات کو بھلایا نہیں کیا جاسکتا ہے اور ان شاء اللہ ان علمی خدمات سے کل قیامت تک استفادہ کیا جاتا رہے گا۔ عصر حاضر میں نئی ٹکنولوجی (ویب سائٹ، واٹس اپ، موبائل ایپ، فیس بک اور یوٹوب وغیرہ) کو دین اسلام کی خدمت کے لئے علماء کرام نے استعمال کرنا شروع تو کردیا ہے مگر اس میں مزید اور تیزی سے کام کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

الحمد للہ، بعض احباب کی ٹیکنیکل سپورٹ اور بعض محسنین کے مالی تعاون سے ہم نے بھی دین اسلام کے خدمت کے لئے نئی ٹکنولوجی کے میدان میں گھوڑے دوڑا دئے ہیں تاکہ اس خلا کو ایسی طاقتیں پُر نہ کردیں جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے نقصان دہ ثابت ہوں۔ چنانچہ ۲۰۱۳ میں ویب سائٹ لانچ کی گئی، ۲۰۱۵ میں تین زبانوں میں دنیا کی پہلی موبائل ایپ (Deen-e-Islam) اور پھر احباب کے تقاضہ پر حجاج کرام کے لئے تین زبانوں میں خصوصی ایپ (Hajj-e-Mabroor) لانچ کی گئی۔ ہندوپاک کے متعدد علماء کرام واداروں نے دونوں ایپس کے لئے تائیدی خطوط تحریر فرماکر عوام وخواص سے دونوں ایپس سے استفادہ کرنے کی درخواست کی۔ یہ تائیدی خطوط دونوں ایپس کا حصہ ہیں۔ زمانہ کی رفتار سے چلتے ہوئے قرآن وحدیث کی روشنی میں مختصر دینی پیغام خوبصورت امیج کی شکل میں مختلف

ذرائع سے ہزاروں احباب کو پہنچ رہے ہیں، جو عوام وخواص میں کافی مقبولیت حاصل کئے ہوئے ہیں۔

ان دونوں ایپس (دین اسلام اور حج مبرور) کو تین زبانوں میں لانچ کرنے کے ضمن میں میرے تقریباً ۲۰۰ مضامین کا انگریزی اور ہندی میں مستند ترجمہ کروایا گیا۔ ترجمہ کے ساتھ زبان کے ماہرین سے ایڈیٹنگ بھی کرائی گئی۔ ہندی کے ترجمہ میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا کہ ترجمہ آسان وعام فہم زبان میں ہو تا کہ ہر عام وخاص کے لئے استفادہ کرنا آسان ہو۔

اللہ کے فضل وکرم اور اس کی توفیق سے اب تمام مضامین کے انگریزی اور ہندی ترجمہ کو موضوعات کے اعتبار سے کتابی شکل میں ترتیب دے دیا گیا ہے تا کہ استفادہ عام کیا جاسکے، جس کے ذریعہ ۱۴ کتابیں انگریزی میں اور ۱۴ کتابیں ہندی میں تیار ہوگئی ہیں۔ اردو میں شائع شدہ ۷ کتابوں کے علاوہ ۱۰ مزید کتابیں طباعت کے لئے تیار کردی گئی ہیں۔

اس کتاب (علم وذکر) میں قرآن وحدیث کی روشنی میں علم کی اہمیت، مدارس کے نصابِ تعلیم اور عظیم خدمات پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ دعا اور ذکر سے متعلق متعدد مضامین (دُعا مؤمن کا عظیم ہتھیار، ذکر الٰہی اور اس کے لئے تسبیح یا بائیں ہاتھ کا استعمال اور درود شریف کی فضیلت) بھی کتاب میں شامل کر لئے گئے ہیں تا کہ استفادہ عام ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ ان ساری خدمات کو قبولیت ومقبولیت سے نواز کر مجھے، ایپس کی تائید میں خطوط تحریر کرنے والے علماء کرام، ٹیکنیکل سپورٹ کرنے والے احباب، مالی تعاون پیش کرنے والے محسنین، مترجمین، ایڈیٹنگ کرنے والے حضرات خاص کر جناب عدنان محمود عثمانی صاحب، ڈیزائنر اور کسی بھی نوعیت سے تعاون پیش کرنے والے حضرات کو دونوں جہاں کی کامیابی وکامرانی عطا فرمائے۔ آخر میں دار العلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی دامت برکاتہم، مولانا محمد اسرار الحق قاسمی صاحب (ممبر آف پارلیمینٹ) اور پروفیسر اختر الواسع صاحب (لسانیات کے کمشنر، وزارت اقلیتی بہبود) کا خصوصی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنی مصروفیات کے باوجود اپنی تقریظ تحریر فرمائی۔ ڈاکٹر شفاعت اللہ خان صاحب کا بھی مشکور ہوں جن کی کاوشوں سے ہی یہ پروجیکٹ پائے تکمیل کو پہنچا ہے۔

محمد نجیب قاسمی سنبھلی (ریاض) ۵ جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ = ۱۴ مارچ ۲۰۱۶ء

(Mufti) Abul Qasim Nomani
Mohtamim (VC) Darul Uloom Deoband

(مفتی) ابو القاسم نعمانی
مہتمم دارالعلوم دیوبند، الہند

PIN- 247554 (U.P.) INDIA Tel: 01336-222429, Fax: 01336-222768 E-mail: info@darululoom-deoband.com

Ref. No..........

Date:....................

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

جناب مولانا محمد نجیب قاسمی سنبھلی مقیم ریاض (سعودی عرب) نے دینی معلومات اور شرعی احکام کو زیادہ سے زیادہ اہل ایمان تک پہونچانے کے لئے جدید وسائل کا استعمال شروع کرکے، دینی کام کرنے والوں کے لیے ایک اچھی مثال قائم فرمائی ہے۔

چنانچہ سعودی عرب سے شائع ہونے والے اردو اخبار (اردو نیوز) کے دینی کالم (روشنی) میں مختلف عنوانات پر ان کے مضامین مسلسل شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اور موبائل ایپ اور ویب سائٹ کے ذریعہ بھی وہ اپنا دینی پیغام زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہونچا رہے ہیں۔

ایک اچھا کام یہ ہوا ہے کہ زمانہ کی ضرورت کے تحت مولانا نے اپنے اہم اور منتخب مضامین کے ہندی اور انگریزی میں ترجمے کرادیے ہیں، جو الیکٹرونک بک کی شکل میں جلد ہی لانچ ہونے والے ہیں۔

اور امید ہے کہ مستقبل میں یہ پرنٹ بک کی شکل میں بھی دستیاب ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ مولانا قاسمی کے علوم میں برکت عطا فرمائے اور ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔ مزید علمی افادات کی توفیق بخشے۔

ابوالقاسم نعمانی غفرلہ
مہتمم دارالعلوم دیوبند
۱۴۳۷/۶/۳ھ

مولانا محمد اسرار الحق قاسمی
Mohammad Asrarul Haque
Member of Parliament
(Lok Sabha)
New Delhi-110011
Ph.: 011-23795046 Telefax: 011-23795314

تاثرات

عصر حاضر میں دینی تعلیمات کو جدید آلات و وسائل کے ذریعہ عوام الناس تک پہنچانا وقت کا اہم تقاضہ ہے، اللہ کا شکر ہے کہ بعض دینی، معاشرتی اور اصلاحی فکر رکھنے والے حضرات نے اس سمت میں کام کرنا شروع کر دیا ہے، جس کے سبب آج انٹرنیٹ پر دین کے تعلق سے کافی مواد موجود ہے۔ اگرچہ اس میدان میں زیادہ تر مغربی ممالک کے مسلمان سرگرم ہیں لیکن اب ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے مشرقی ممالک کے علماء و داعیان اسلام بھی اس طرف متوجہ ہو رہے ہیں جن میں عزیزم ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی صاحب کا نام سرفہرست ہے۔ وہ انٹرنیٹ پر بہت سا دینی مواد ڈال چکے ہیں، باضابطہ طور پر ایک اسلامی و اصلاحی ویب سائٹ بھی چلاتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی کا قلم رواں دواں ہے۔ وہ اب تک مختلف اہم موضوعات پر سینکڑوں مضامین اور کئی کتابیں لکھ چکے ہیں۔ ان کے مضامین پوری دنیا میں بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں۔ وہ جدید ٹکنالوجی سے بخوبی واقف ہونے کی وجہ سے اپنے مضامین اور کتابوں کو بہت جلد دنیا بھر میں ایسے ایسے لوگوں تک پہنچا دیتے ہیں جن تک رسائی آسان کام نہیں ہے۔ موصوف کی شخصیت علوم دینی کے ساتھ علوم عصری سے بھی آراستہ ہے۔ وہ ایک طرف عالم دین ہیں، تو دوسری طرف ڈاکٹر و محقق بھی اور کئی زبانوں میں مہارت بھی رکھتے ہیں اور اس پر مستزاد یہ کہ وہ فعّال و متحرک نوجوان ہیں۔ جس طرح وہ اردو، ہندی، انگریزی اور عربی میں دینی و اصلاحی مضامین اور کتابیں لکھ کر عوام کے سامنے لا رہے ہیں، وہ اس کے لئے تحسین اور مبارک باد کے مستحق ہیں۔ ان کی شب و روز کی مصروفیات و جدوجہد کو دیکھتے ہوئے ان سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ مستقبل میں بھی اسی مستعدی کے ساتھ مذکورہ تمام کاموں کو جاری رکھیں گے۔ میں دعا گو ہوں کہ باری تعالیٰ ان سے مزید دینی، اصلاحی اور علمی کام لے اور وہ اکابرین کے نقش قدم پر گامزن رہیں۔ آمین!

مخلص

(مولانا) محمد اسرار الحق قاسمی
ایم۔پی۔ لوک سبھا (انڈیا)
وصدر آل انڈیا تعلیمی وملی فاؤنڈیشن، نئی دہلی
Email:asrarulhaqqasmi@gmail.com

प्रो. अख़्तरूल वासे
आयुक्त
PROF. AKHTARUL WASEY
Commissioner

सत्यमेव जयते

भाषाजात अल्पसंख्यकों के आयुक्त
अल्पसंख्यक कार्य मंत्रालय
भारत सरकार
Commissioner for Linguistic Minorities in India
Ministry of Minority Affairs
Government of India

تقریظ

اطلاعاتی انقلاب برپا ہونے کے بعد جس طرح ہر قسم کی معلومات انٹرنیٹ کے ذریعہ آنکھوں کی دو پتلیوں میں سماگئی ہیں۔اس نے ''گاگر میں ساگر'' اور ''کوزے میں دریا'' کے تخیلاتی تصورات کو نہ صرف حقیقت بنادیا ہے بلکہ ان پر ہمارا انحصار روز بروز ناگزیر ہوتا جارہا ہے۔گوگل (Google) ہو یا وکی پیڈیا (Wikipaedia) یا پھر دوسری سوشل سائٹس انہوں نے ترسیل وابلاغ کو وہ ہمہ جہت رخ اور رفتار کی تیزی عطا کی ہے کہ فراق وفصل کے تمام تصورات بے معنیٰ ہوکر رہ گئے ہیں۔لیکن اس اطلاعاتی انقلاب نے ایک پیچیدہ مسئلہ یہ پیدا کردیا ہے کہ اطلاعات رسانی اور خبروں تک رسائی میں حقائق سے گریز یا ان کو مسخ کرنے کا چلن بھی اس طرح شامل ہوگیا ہے اور اس سچائی کو اسلام اور مسلمانوں سے بہتر کون جانتا ہے۔دوسرا سنگین مسئلہ یہ ہے کہ باخبر ہونے اور معلومات حاصل کرنے کے لئے اب مطالعہ کی عادت لوگوں میں خاصی کم ہوتی جا رہی ہے۔کیونکہ موبائیل کے روپ میں دنیا ان کی مٹھی میں سمائی رہتی ہے اور وہ سب کچھ اسی کے ذریعہ جاننا چاہتے ہیں۔اس چیلینج اور مسئلے کے حل کے لئے ضروری ہے کہ ہم غلط بیانیوں اور حقائق کو دنیا پر آشکار کرنے کے لئے اور اپنے ہم مذہبوں خاص طور پر نئی نسل کو صحیح معلومات فراہم کرنے،انہیں رہنمائی دینے اور ان کے شعور میں بالیدگی اور پختگی لانے کے لئے اس اطلاعاتی انقلاب کے جتنے بھی وسائل وذرائع ہیں ان کا بھرپور استعمال کریں۔

مجھے خوشی ہے کہ ہمارے ایک موقر اور معتبر عالم حضرت دین مولانا محمد نجیب قاسمی نے جو ازہر ہند درالعلوم دیوبند کے قابل فخر ابنائے قدیم میں سے ہیں اور عرصہ سے مملکت سعودی عرب کی راجدھانی ریاض میں برسرکار ہیں،انہوں نے اس ضرورت کو بخوبی سمجھا اور دنیا کی پہلی اسلامی موبائیل ایپ ''دین اسلام'' اور ''حج مبرور'' اردو،انگریزی اور ہندی میں تیار کیا تھا اور اب وقت گزرنے کے ساتھ نئے سوالات کی روشنی اور علمی ضرورتوں کے تحت نئے مضامین اور نئے بیانات شامل کرکے ایک دفعہ پھر نئے انداز کے ساتھ پیش کرنے جارہے ہیں۔مزید برآں زندگی کے مختلف پہلوؤں پر دین کے حوالہ سے دوسو مضامین کے الیکٹرونک ایڈیشن کو بھی منظر عام پر لایا جارہا ہے۔مجھے وقتاً فوقتاً محترم مولانا محمد نجیب قاسمی صاحب کے مقالے،الیکٹرانک مضامین اور علمی فتوحات سے استفادہ کرنے کا موقعہ ملتا رہا ہے۔مجھے ان کے متوازن،اعتدال پسند اور عالمانہ اندازِ تحریر نے ہمیشہ متاثر کیا۔میں مولانا نجیب قاسمی کی خدمت میں ہدیۂ تبریک وتشکر پیش کرتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ان کی عمر میں درازی،علم میں اضافہ اور قلم میں مزید پختگی عطا فرمائے۔کیونکہ:

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

(پروفیسر اختر الواسع)
سابق ڈائریکٹر: ذاکر حسین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز
سابق صدر: شعبہ اسلامک اسٹڈیز جامعہ ملیہ اسلامیہ،نئی دہلی
سابق وائس چیرمین: اردو اکادمی،دہلی

14/11, जाम नगर हाउस, शाहजहाँ रोड, नई दिल्ली–110011
14/11, Jam Nagar House, Shahjahan Road, New Delhi-110011
Tel: (O) 011-23072651-52 Email: wasey27@gmail.com Website: www.nclm.nic.in

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصحَابِہٖ اَجْمَعِین۔

علم کی روشنی،

مدارس کا نصابِ تعلیم اور عظیم خدمات

علم کی اہمیت قرآن وحدیث کی روشنی میں:

انسان نے جب سے شعور کی آنکھیں کھولی ہیں علم کی اہمیت مسلم رہی ہے، کائنات کی تمام مخلوقات پر حضرت انسان کی برتری علم کی وجہ سے ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی پہلی وحی کی ابتداء ''اِقْـــرَأ'' کے لفظ سے فرما کر قیامت تک آنے والے انسانوں کو زیور علم سے آراستہ ہونے کا پیغام دیا اور ''بِـاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ'' اور اس کے بعد کی آیات سے اُس علم کے متعلق وضاحت بھی فرمادی کہ اصل علم وہ ہے جس کے ذریعہ انسان اپنے حقیقی خالق ومالک ورازق کو پہچانے جس نے ایک ناپاک قطرہ سے حضرت انسان کو ایک خوبصورت شکل میں پیدا فرمایا۔ غرض یہ کہ پہلی وحی سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ تعلیم دی کہ علم کا سب سے پہلا اور بنیادی مقصد مولائے حقیقی کو مان کر رب چاہی زندگی گزارنا ہے۔

اسی طرح ''ن وَالْـقَـلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْن ''(سورۃ القلم) میں اللہ تعالیٰ نے قلم کی قسم کھا کر لکھنے پڑھنے کی خاص اہمیت کو رہتی دنیا تک واضح کردیا۔ ''وَالْقَلَمِ'' میں قلم سے مراد تقدیر کا قلم ہے اور ''وَمَـا یَسْـطُرُوْن '' سے وہ فیصلے مراد ہیں جو فرشتے لکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اصل علم وہ ہے جو تقدیر پر ایمان کی تعلیم دیتا ہو اور ظاہر ہے کہ قرآن وحدیث اور ان

دونوں سے ماخوذ علوم میں ہی تقدیر پر ایمان لانے کی تعلیمات ملتی ہیں۔

سورۃ الزمر آیت نمبر(۹) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ‘‘ کیا اہل علم اور نہ جاننے والے برابر ہوسکتے ہیں؟ مذکورہ آیت کے ابتدائی حصہ اور اس سے قبل آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ کیا کافر شخص اس مؤمن کے برابر ہوسکتا ہے جو رات کی گھڑیوں میں عبادت کرتا ہے اور آخرت کی زندگی کو سامنے رکھ کر یہ دنیاوی وفانی زندگی گزارتا ہے۔ اس کے بعد آنے والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ‘‘ اے میرے ایمان والے بندو! اپنے رب سے ڈرو۔ معلوم ہوا کہ جاننے والے کی نہ جاننے والے پر فضیلت اس وقت ہوگی جب کہ جاننے والا اللہ کو مان کر زندگی گزارنے والا بنے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ’’يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ‘‘ (سورۃ المجادلة: ۱۱) تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے اللہ ان کے درجوں کو بلند کرے گا۔ معلوم ہوا کہ علم اسی صورت میں باعثِ عزت ورفعت ہے جب کہ جاننے والا ایمان کی عظیم دولت سے مالا مال ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے: ’’وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ يُقْضٰى إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْماً‘‘ (سورۃ طٰہٰ: ۱۱۴) اے پیغمبر! جب قرآن وحی کے ذریعہ نازل ہورہا ہو تو اس کے مکمل ہونے سے پہلے جلدی نہ کیا کرو اور یہ دعا کرتے رہا کرو کہ ’’اے میرے پروردگار! میرے علم میں ترقی عطا فرما‘‘۔ اس آیت سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ علم ایک ایسا سمندر ہے

جس کا کوئی کنارہ نہیں اور انسان کو ہر وقت علم میں ترقی کی کوشش اور دعا کرتے رہنا چاہیے خواہ وہ علم کی بلندیوں پر پہنچ جائے، وہیں یہ رہنمائی بھی ملی کہ قرآن وحدیث اور ان دونوں سے ماخوذ علم ہی اصل علم ہے۔

علم کی اہمیت کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے علمائے کرام کے متعلق یہ اعلان فرمادیا: ''إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ'' (سورۃ الفاطر: ۲۸) اللہ سے اس کے بندوں میں سے وہی لوگ ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔ ابتداء اسلام سے اب تک جتنی بھی مشہور ومعروف تفسیریں تحریر کی گئی ہیں ان میں تحریر ہے کہ اس مذکورہ آیت میں علماء سے مراد وہ علماء ہیں جو اللہ کے کلام کو پڑھتے پڑھاتے ہیں، اللہ کی ذات وصفات کا علم رکھتے ہیں، اللہ کی مخلوقات میں غور وفکر کرکے اللہ جل جلالہ کی عظمت، کبریائی وبڑائی کا اعتراف کرتے ہیں اور ذات باری سے خوف وخشیت رکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اسی علم سے دونوں جہاں میں بلند واعلیٰ مقام ملے گا جس کے ذریعہ اللہ کا خوف پیدا ہو اور ظاہر ہے کہ یہ کیفیت قرآن وحدیث اور ان دونوں علوم سے ماخوذ علم سے ہی پیدا ہوتی ہے۔

جس طرح باری تعالیٰ نے علم اور علماء کی خاص فضیلت اپنے پاک کلام میں ذکر فرمائی ہے، رحمۃ للعالمین حضور اکرم ﷺ نے بھی علم کی خاص اہمیت وفضیلت کو بار بار ذکر فرمایا ہے، میں صرف ایک حدیث پیش کررہا ہوں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص طلب علم کی راہ میں چلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کردیتا ہے اور جو لوگ جب کبھی کسی خانۂ خدا میں جمع ہوکر کتاب اللہ کی تلاوت کریں اور اس کے درس وتدریس میں مشغول ہوں تو ان پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ

اپنے پاس والوں میں ان کا ذکر کرتا ہے۔(صحیح مسلم) حضور اکرم ﷺ نے اپنے اس مختصر مگر جامع کلام میں فرمایا کہ علم اسی وقت قابل قدر و باعث رحمت ہوگا جب کہ وہ جاننے والے کو جنت تک پہنچانے والا ہو۔ اس کے بعد قرآنی حلقوں کا ذکر فرما کر حضور اکرم ﷺ نے واضح طور پر فرما دیا کہ اصل علم وہ ہے جو قرآنی تعلیمات پر مشتمل ہو۔

خواتین و حضرات!

انسان تین ذرائع میں سے کسی ایک ذریعہ سے علم حاصل کرتا ہے، ایک انسان کے حواس یعنی آنکھ، کان، منہ اور ہاتھ پاؤں، دوسرا ذریعہ عقل اور تیسرا ذریعہ وحی ہے۔ انسان کو بہت سی باتیں اپنے حواس کے ذریعہ معلوم ہوتی ہیں، جب کہ بہت سی عقل کے ذریعہ اور جو باتیں ان دونوں ذرائع سے معلوم نہیں ہوسکتیں ان کا علم وحی کے ذریعہ عطا ہوتا ہے۔ حواس اور عقل کے ذریعہ حاصل شدہ علم میں غلطی کے امکان ہوتے ہیں، لیکن وحی کے ذریعہ حاصل شدہ علم میں غلطی کے امکان بالکل نہیں ہوتے، کیوں کہ یہ علم خالق کائنات کی جانب سے انبیاء کے ذریعہ انسانوں کو پہنچتا ہے۔ غرض وحی الٰہی انسان کے لیے وہ اعلیٰ ترین ذریعہ علم ہے جو اسے اس کی زندگی سے متعلق ان سوالات کے جواب مہیا کرتا ہے جو عقل و حواس کے ذریعہ حل نہیں ہوسکتے، یعنی صرف عقل اور مشاہدہ انسان کی رہنمائی کے لیے کافی نہیں ہے، بلکہ اس کی ہدایت کے لیے وحی الٰہی ایک ناگزیر ضرورت ہے۔ چوں کہ وحی عقل اور مشاہدے سے بڑھ کر علم ہے، لہٰذا ضروری نہیں کہ وحی کی ہر بات کا ادراک عقل سے ہوسکے۔ اسلام نے پہلے دونوں ذرائع سے حاصل ہونے والے علم کے حصول سے منع نہیں کیا ہے بلکہ ان علوم کو بھی حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے، مگر ان دونوں ذرائع سے حاصل

ہونے والا علم یقینی نہیں بلکہ اس میں غلطیوں کے امکانات ہوتے ہیں، جبکہ وحی یعنی قرآن وحدیث کا علم یقینی ہے۔

ہمارا یہ ایمان ہے کہ علوم قرآن وسنت سب سے اعلیٰ علم ہیں، لیکن ہمیں حواس خمسہ اور عقل کے ذریعہ بھی علم حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے، تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ مسلمانوں نے ہر دور میں تعلیم کے ہر میدان میں اپنا پرچم بلند رکھا ہے، اس کے ہر گوشے کو اپنی ناقابل فراموش خدمات سے منور کیا ہے۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ عصر حاضر میں مسلمانوں کی بڑی تعداد نے قرآن وحدیث کی تعلیم کو بھی ترک کر دیا اور حواس خمسہ وعقل کے ذریعہ حاصل ہونے والے علوم میں بھی بہت پیچھے رہ گئے، چنانچہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنا کھویا ہوا وقار دوبارہ حاصل کریں جس کے لیے ہمیں اپنا رشتہ قرآن وحدیث سے مضبوطی کے ساتھ جوڑ کر دیگر علوم میں بھی سبقت حاصل کرنی ہوگی۔

مدارس کا قیام:

آیئے سب سے پہلے ان مساجد ومدارس، دینی اداروں وخانقاہوں وتربیت گاہوں اور قضاء وفتویٰ کی خدمات کرنے والے اداروں کی بات کرتے ہیں جو اپنی دینی خدمات میں مصروف ہیں اور ملت اسلامیہ کی رہبری ورہنمائی کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔ مدارس کے قیام کی ابتداء چوتھی صدی ہجری کے آخر سے منسوب کی جاتی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں میں دینی تعلیم کے اہتمام کا سلسلہ عہد نبوی ہی میں شروع ہو چکا تھا۔ دار ارقم، درس گاہ مسجد قبا، مسجد نبوی اور اصحاب صفہ کے چبوترہ میں تعلیم وتربیت کی مصروفیات اس کے واضح ثبوت ہیں۔ چوتھی وپانچویں صدی ہجری کی معروف دینی درس

گاہوں میں مصر کا جامعہ ازہر، اصفہان کا مدرسہ ابوبکر الاصفہانی، نیشاپور کا مدرسہ ابوالاسحاق الاسفرائینی اور بغداد کا مدرسہ نظامیہ شامل ہیں۔ غرضیکہ مدارس کی تاریخ وتاسیس کی کڑی عہد رسالت سے جا کر ملتی ہے اور مدارس میں پڑھائی جانے والی کتب حدیث کی سند کا سلسلہ حضور اکرم ﷺ تک پہنچتا ہے۔ جنوبی ہند کے ساحلی علاقوں (مالابار) میں عرب تاجروں کی نوآبادیات میں مساجد کا قیام ودینی تعلیم کے اہتمام کا سلسلہ ساتویں صدی عیسوی میں شروع ہو چکا تھا، لیکن برصغیر میں مدارس کا قیام دوسری صدی ہجری یعنی آٹھویں صدی عیسوی میں ہوا۔ جہاں تک شمالی ہند میں مدارس کے داغ بیل پڑنے کا تعلق ہے تو اس کی ابتدا ترکوں کی فتوحات کے زمانہ میں ہوگئی تھی، مگر ۱۲۰۶ عیسوی میں جب دہلی میں مسلم حکومت قائم ہوئی تو دہلی کے علاوہ دوسرے شہروں وقصبوں ودیہاتوں میں کثیر تعداد میں مکاتب ومدارس قائم ہوئے۔

مدارس کے قیام کا مقصد:

مدارس کے قیام کا بنیادی مقصد کتاب وسنت اور ان سے ماخوذ علوم وفنون کی تعلیم وتعلم، توضیح وتشریح، تعمیل واتباع، تبلیغ ودعوت کے ساتھ ایسے رجال کار پیدا کرنا ہے جو اس تسلسل کو قائم وجاری رکھ سکیں، نیز انسانوں کی دنیاوی زندگی کی رہنمائی کے ساتھ ایسی کوشش کرنا ہے کہ ہر ہر انسان جہنم سے بچ کر جنت میں جانے والا بن جائے۔

مدارس میں کیا پڑھایا جاتا ہے؟

اب آیئے ایک نظر اس پر بھی ڈالیں کہ مدارس میں کیا پڑھایا جاتا ہے۔ مدارس میں یہ علوم پڑھائے جاتے ہیں: علم تجوید، علم تفسیر، علم اصول تفسیر، علم حدیث، علم اصول حدیث، علم فقہ،

علم اصول فقہ، علم میراث، علم عقائد، علم نحو، علم صرف، علم منطق، علم فلسفہ، علم بلاغت اور زمانہ کی ضرورت کے مطابق بعض دیگر علوم۔

مدارس کے نصاب میں تبدیلی:

وقتاً فوقتاً مدارس کے نصاب میں تبدیلی کی بات اٹھتی رہتی ہے، اس پر غور وخوض کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ مدارس میں نصاب کی تبدیلی کے لیے عموماً تین موقف ہیں:

ایک موقف ان حضرات کا ہے جو اس نصاب کو موجودہ زمانے میں بے کار سمجھتے ہیں، ایسے لوگوں کا خیال ہے کہ مدارس کے نصاب میں بڑے پیمانے پر تبدیلی کرنے کی ضرورت ہے جس میں عصری علوم اس حد تک شامل کیے جائیں کہ مدارس کے فضلاء کالج اور یونیورسٹیوں کے فارغین کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر دنیاوی زندگی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی تگ ودو میں لگ جائیں۔ یہ عموماً وہ حضرات ہیں جنھوں نے مدارس میں نہ تو باقاعدہ تعلیم حاصل کی ہے اور نہ ہی مدارس کے نصاب سے بخوبی واقف ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ یہ حضرات ایک یا دو فیصد طلبہ جو مذہبی تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان کی دنیاوی تعلیم کی تو فکر کر رہے ہیں، مگر ۹۸ یا ۹۹ فیصد بچے جو عصری تعلیم کے شعبوں میں ہیں ان کی دینی تعلیم وتربیت کی کوئی فکر نہیں کرتے۔

ایک طبقہ وہ ہے جو اس نصاب میں ادنی سی تبدیلی بھی گوارہ نہیں کرنا چاہتا بلکہ جو لوگ تبدیلیوں کا مشورہ دیتے ہیں ان کی رائے پر توجہ بھی دینے کے لیے تیار نہیں ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ دونوں ہی نقطۂ نظر غلط ہیں، پہلا اس لیے کہ مدارس کی تعلیم کا بنیادی مقصد علوم قرآن وسنت کی ترویج، اشاعت اور حفاظت ہے، نیز امت محمدیہ کی دنیاوی زندگی میں

رہنمائی کے ساتھ اس بات کی کوشش وفکر کرنا ہے کہ امت محمدیہ کا ہر ہر فرد اخروی زندگی میں کامیابی حاصل کرے۔ اخروی زندگی کو نظر انداز کرکے ڈاکٹر یا انجینئر یا ڈیزائنر بنانا مدارس کے قیام کا مقصد نہیں۔ جس طرح دنیاوی تعلیم میں بھی انجینئرنگ کرنے والے طالب علم کو میڈیکل کی تعلیم نہیں دی جاتی، وکالت کی تعلیم حاصل کرنے والے طالب علم کو نقشہ بنانا نہیں سکھایا جاتا، کیونکہ میدان مختلف ہیں، اسی طرح قرآن وحدیث کی تعلیم میں تخصص کرنے والے طالب علم کو انگریزی وحساب وسائنس وغیرہ کے سبجیکٹ ضمناً ہی پڑھائے جاسکتے ہیں۔ دوسرا طبقہ بھی غلط سوچ رکھتا ہے کیوں کہ مدارس کے بنیادی مقصد (قرآن وحدیث کی تعلیم) پر قائم رہتے ہوئے زمانہ کی ضرورت اور اس کے تقاضوں کے مطابق بعض علوم کا حذف واضافہ کیا جانا چاہئے۔

ان دونوں نقطۂ نظر کے درمیان ایک معتدل نقطۂ نظر یہ بھی ہے کہ مدارس اسلامیہ کو موجودہ رائج نظام کے تحت ہی چلنا چاہئے، یعنی علوم قرآن وسنت کو ہی بنیادی طور پر پڑھایا جائے اور ظاہر ہے کہ قرآن وحدیث کو تبدیل نہیں کیا جاسکتا، لہٰذا قرآن وحدیث کی وہی کتابیں پڑھائی جائیں جن کے تعلیم وتعلم کا سلسلہ سینکڑوں سالوں سے جاری ہے، مگر تفسیر قرآن، شرح حدیث اور فقہ وغیرہ پر کچھ کتابیں دور حاضر کے اسلوب میں از سر نو مرتب کرکے شامل کی جائیں، نیز نحو وصرف وعربی ادب وبلاغت پر آسان ومختصر کتابیں تحریر کی جائیں، منطق اور فلسفہ جیسے علوم کی بعض کتابوں کو حذف کرکے انگریزی، حساب اور کمپیوٹر جیسے جدید علوم پر مشتمل کچھ کتابیں نصاب میں شامل کی جائیں۔ غرضیکہ علوم کتاب وسنت کی بالادستی کو قائم رکھتے ہوئے تقاضائے وقت کے مناسب بعض علوم وفنون کا اضافہ کرلیا جائے، لیکن مدارس

کے نصاب میں اس نوعیت کی تبدیلی نہ کی جائے کہ اصل مقصد ہی فوت ہو جائے جیسا کہ شاعر مشرق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان مکتبوں کو اسی حال میں رہنے دو، غریب مسلمانوں کے بچے کو انہی مدارس میں پڑھنے دو، اگر یہ ملا اور درویش نہ رہے تو جانتے ہو کیا ہوگا؟ جو کچھ ہوگا میں انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں، اگر ہندوستانی مسلمان ان مدرسوں کے اثر سے محروم ہو گئے تو بالکل اس طرح ہوگا جس طرح اندلس میں مسلمانوں کی آٹھ سو برس کی حکومت کے باوجود آج غرناطہ اور قرطبہ کے کھنڈرات اور الحمراء کے نشانات کے سوا اسلام کے پیروؤں اور اسلامی تہذیب کے آثار کا کوئی نقش نہیں ملتا، ہندوستان میں بھی آگرہ کے تاج محل اور دلی کے لال قلعے کے سوا مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ حکومت اور ان کی تہذیب کا کوئی نشان نہیں ملے گا۔ (ماہنامہ دارالعلوم دسمبر ۹۴ بحوالہ دینی مدارس)

اسی طرح مشہور و معروف عالم دین علامہ سید سلیمان ندویؒ نے فرمایا: ہم کو یہ صاف کہنا ہے کہ عربی مدرسوں کی جتنی ضرورت آج ہے، کل جب ہندوستان کی دوسری شکل ہوگی اس سے بڑھ کر ان کی ضرورت ہوگی، وہ ہندوستان میں اسلام کی بنیاد اور مرکز ہوں گے، لوگ آج کل عہدوں اور ملازمتوں کے پھیر اور ارباب اقتدار کی چاپلوسی میں لگے ہوں گے اور یہی دیوانے ملا آج کی طرح کل بھی ہوشیار ہوں گے۔ اس لیے یہ مدرسے جہاں بھی ہوں جیسے بھی ہوں ان کو سنبھالنا اور چلانا مسلمانوں کا سب سے بڑا فرض ہے۔ (ماہنامہ فکر ولی اللہ مارچ ۲۰۰۳)۔

مدارس کی چند اہم خدمات:

مدارس اسلامیہ کی درجنوں خدمات ہیں یہاں صرف ایک درجن خدمات پیش ہیں:

۱) قرآن وحدیث کی خدمت میں مدارس نے جو کردار ادا کیا ہے وہ تاریخ کا ایک ناقابل فراموش حصہ ہے، برصغیر میں قرآن وحدیث کی مختلف طریقوں سے بالواسطہ یا بلا واسطہ خدمت انجام دینے میں انہیں مدارس اسلامیہ کا رول ہے اور یہ وہ شرف ہے جو کسی اور ادارہ کو نصیب نہیں ہوا، اگر یہ کہا جائے کہ برصغیر میں مدارس اسلامیہ کے وجود کے بغیر علوم قرآن وحدیث کا فروغ ناممکن تھا تو بالکل مبالغہ نہ ہوگا۔

۲) انہی مدارس کے فارغین میں وہ لوگ بھی ہیں، جنہوں نے اپنی دور اندیشی اور بالغ نظری کا ثبوت دیتے ہوئے مسلمانوں کی عصری تعلیم کے لیے اسکول، کالج اور یونیورسٹی کی بنیاد رکھی، چنانچہ جامعہ ملیہ اسلامیہ کی بنیاد ''شیخ الہند'' مولانا محمود الحسنؒ نے ہی رکھی تھی، مولانا محمد علی جوہرؒ نے اس ادارہ کی نشو ونما میں اہم رول ادا کیا۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے لئے علامہ شبلی نعمانیؒ کی عظیم خدمات کو تاریخ نظر انداز نہیں کرسکتی۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے علماء ہیں جنہوں نے نہ صرف مسلمانوں کی دینی تعلیم کی طرف توجہ دی، بلکہ ان کو عصری تعلیم سے بھی آراستہ کرنے کے لیے غیر سرکاری اسکولوں اور کالجوں کو قائم کیا۔ عصر حاضر میں مفکر ملت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم نے ''رحمانی ۳۰'' کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا ہے، یہ ادارہ روز اول سے ہی اپنے عزائم ومقاصد کی طرف کامیابی کے ساتھ رواں دواں ہے چنانچہ بے شمار طلبہ اس ادارہ سے استفادہ کر کے اپنے ملک اور قوم کا نام روشن کر رہے ہیں۔ اسی طرح مولانا غلام محمد وستانوی صاحب کی خدمات تعلیم سے ادنی سی واقفیت رکھنے والے شخص سے بھی چھپی ہوئی نہیں ہیں۔

۳) مدارس کا ایک خاص امتیاز یہ ہے کہ اس نے اپنا فیض پہنچانے میں کسی خاص طبقہ یا کسی

خاص جماعت کو دوسرے طبقہ یا جماعت پر فوقیت نہیں دی بلکہ اس نے اپنے دروازے امیر اور غریب سب کے لیے یکساں طور پر کھلے رکھے، اتنا ہی نہیں بلکہ غریبوں میں تعلیم کو عام کرنے میں سب سے بڑا کردار مدارس ہی کا ہے، چنانچہ اگر سروے کیا جائے تو یہی نتیجہ نکلے گا کہ آج اسکولوں کی بہ نسبت مدارس میں غریب طلبہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

۴) دیہی علاقوں میں تعلیم و تعلم کا نظم جتنا مدارس نے کیا ہے اتنا کسی دوسرے سرکاری یا غیر سرکاری اداروں نے نہیں کیا، مدارس کے فارغین نے اسلامی تعلیم کو عام کرنے، مسلمانوں سے جہالت کو دور کرنے اور مسلم گھرانوں کو علم کی روشنی سے منور کرنے کے لیے نہ صرف بڑے شہروں یا قصبوں پر توجہ دی ہے بلکہ گاؤں اور دیہاتوں کا بھی رخ کیا ہے، تاکہ کوئی بھی گوشہ علم دین سے خالی نہ رہ جائے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ بنگال اور یوپی کے بعض علاقوں میں مدارس میں غیر مسلم بچے بھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

۵) اردو زبان کی ترویج و اشاعت میں مدارس نے بھرپور حصہ لے کر اردو زبان کی خاموش خدمت کی ہے اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ مدارس اور مکاتب کی تعداد لاکھوں میں ہے اور ان کا ذریعہ تعلیم اردو ہے۔ اسلامیات کا بڑا سرمایہ اردو زبان میں ہے بلکہ اردو زبان میں سب سے زیادہ کتابیں اسلامیات کی ہی ہیں۔

۶) ہندوستان کی آزادی کے حوالے سے دیکھا جائے تو اس میں بھی مدرسوں کا ایک اہم کردار سامنے آتا ہے، چنانچہ ہندوستان کو آزاد کرانے میں جن مسلمانوں نے نمایاں کردار ادا کیا ہے ان میں سے ایک بڑی تعداد مدارس کے فضلاء کی تھی۔

۷) بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں مدارس کے زیر انتظام دار القضاء اور دار الافتاء قائم

کئے گئے ہیں جہاں مسلمانوں کے عائلی مسائل قرآن وسنت کی روشنی میں حل کئے جاتے ہیں۔ دارالافتاء کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ لاکھوں لوگ عدالتوں اور کورٹ کچہریوں کا چکر لگانے سے بچ گئے۔ اسی کے ساتھ دوسرا اہم فائدہ اصحاب معاملہ کو یہ ہوا کہ کسی معاوضہ کے بغیر دارالافتاء کے ذریعہ ان کے مسائل جلد حل ہو گئے۔

۸) ہر قوم کی ایک تہذیب ہوتی ہے اور یہ تہذیب ہی اس قوم کی شناخت اور اس کے وجود کا سبب ہوتی ہے۔ مدارس اسلامیہ نے مسلمانوں کو اسلامی تہذیب وتمدن پر قائم رہنے کی نہ صرف تلقین کی ہے بلکہ عمل کر کے اس کو محفوظ رکھنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ آج عالمی سطح پر دشمنان اسلام کا مقصد ہے کہ اسلامی تہذیب کو ختم کر کے مسلمانوں پر اپنی تہذیب تھوپ دیں۔ مدارس اسلامیہ اور علماء کرام ان کے مقصد کی تکمیل میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں، لہٰذا دشمنان اسلام مدارس کو بدنام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔

۹) دنیا کے اطراف واکناف میں مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے مختلف ناموں سے چلنے والی جماعتوں اور تنظیموں میں بھی مدارس کا اہم رول ہے۔ آج مسلمانوں کی سیاسی، سماجی اور تعلیمی سطح پر خدمت انجام دینے والی تنظیموں کی سرپرستی زیادہ تر فضلاء مدارس ہی کر رہے ہیں۔

۱۰) تعلیم کے ساتھ ساتھ نوجوان طلبہ کی تربیت اور ان کی اصلاح میں مدارس کا رول اہم ہے، چنانچہ مدارس میں فجر کے وقت جاگنے سے لے کر عشاء کے بعد سونے تک سبھی طلبہ کے کھانے پینے، پڑھنے لکھنے، کھیلنے کودنے اور دیگر ضروری امور کی پابندی نہایت منظّم طریقہ

سے کرائی جاتی ہے۔شریعت کی تعلیمات کے مطابق ان کی تربیت اور ذہن سازی کی جاتی ہے اور ان کو معاشرت کے اصول وآداب بھی بتائے جاتے ہیں تاکہ مدرسہ سے فارغ ہونے کے بعد گھر اور سماج میں ایک باوقار اور مثالی زندگی گزار سکیں۔

۱۱) مدارس میں جو کچھ پڑھایا جاتا ہے وہ اس قدر جامع ہوتا ہے کہ اس کو مزید سمجھنے کے لئے طلبہ کو الگ سے ٹیوشن کی ضرورت پیش نہیں آتی اور اگر درس کے دوران کوئی مسئلہ سمجھ میں نہیں آتا تو طلبہ بعد میں بھی بغیر کسی معاوضہ کے اساتذہ سے رجوع کر لیتے ہیں۔

۱۲) برصغیر میں قائم مدارس ومکاتب میں لاکھوں کی تعداد میں لوگ روزگار سے جڑے ہوئے ہیں اور وہ کم تنخواہ کے باوجود قناعت کرتے ہیں۔

غرضیکہ علماء کرام نے مساجد ومدارس ومکاتب کے ذریعہ بچہ کی ولادت کے وقت کان میں اذان دینے سے لے کر نماز جنازہ پڑھانے تک امت مسلمہ کی دینی وتعلیمی وسماجی رہنمائی کے لئے ایسی خدمات پیش کی ہیں کہ ایک مسلمان بھی ایسا نہیں مل سکتا جو ان خدمات سے مستفیض نہ ہوا ہو۔

عصری درس گاہوں میں دینی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری:

جیسا کہ ذکر کیا گیا کہ اسلام نے عصری علوم کو حاصل کرنے سے منع نہیں کیا ہے، مگر یہ حقیقت ہے کہ آج جو طلبہ عصری درس گاہوں سے پڑھ کر نکلتے ہیں ان میں ایک بڑی تعداد دین سے بے بہرہ لوگوں کی ہوتی ہے اور ایک قابل لحاظ تعداد تو دین سے بیزار لوگوں کی ہوتی ہے۔ اس کی ذمہ داری علماء کرام پر بھی عائد ہوتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ آج بھی مسلم سماج پر علماء

کی جو گرفت ہے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی، مساجد کا نظام علماء کے ہاتھ میں ہے، مدارس کی بہاران ہی کے دم سے قائم ہے، بہت سی دینی جماعتوں اور تنظیموں میں وہ قبلہ نما کا درجہ رکھتے ہیں، لیکن موڈرن ایجوکیشن اور ٹیکنیکل تعلیم کی طرف انہوں نے خاطر خواہ توجہ نہیں کی ہے۔ لہٰذا علماء کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ خود آگے بڑھ کر عصری تعلیم کے ایسے ادارے قائم کریں جن میں بنیادی دینی تعلیم نصاب میں داخل کی جائے اور پوری اہمیت اور توجہ کے ساتھ طلبہ کی دینی تعلیم وتربیت کا نظم کیا جائے تا کہ دین دار ڈاکٹر، دین دار انجینئر، دین دار وکیل بن کر مختلف شعبوں میں اسلامی فکر وعمل کی ترجمانی کریں۔ مسلمانوں کے زیر اہتمام یونیورسٹیوں، کالجوں اور اسکولوں کے ذمہ داروں سے درخواست ہے کہ دینی تعلیم وتربیت کو صرف نام کے لیے نہ رکھا جائے کہ نہ اساتذہ اسے اہمیت دیں اور نہ طلبہ وطالبات، بلکہ شرعی ذمہ داری سمجھ کر ان کی دینی تعلیم وتربیت پر خاص توجہ دی جائے۔ بچوں کے والدین اور سرپرستوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ اسکولوں وکالجوں کا انتخاب ایمان وعقیدے کی حفاظت کی فکر کے ساتھ کریں۔

دُعا مؤمن کا عظیم ھتھیار

دعا کی حقیقت:

دُعا کے لغوی معنی ہیں پکارنا اور بلانا، شریعت کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کے حضور التجا اور درخواست کرنے کو دعا کہتے ہیں۔ انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ مشکلات اور پریشانیوں میں اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِیْبًا اِلَیْهِ (سورۃ الزمر: ۸) جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو پکارتا ہے اور دل سے اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے دعا کو عبادت کی روح قرار دیا ہے: الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ (ترمذی۔ باب ماجاء فی فضل الدُعاء) یعنی دُعا عبادت کی روح اور اس کا مغز ہے۔ نیز حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ (ترمذی۔ باب ماجاء فی فضل الدُعاء) دُعا عین عبادت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء کرام وصالحین کی دعاؤں کا ذکر اپنے پاک کلام (قرآن کریم) میں متعدد مرتبہ فرمایا ہے۔

دُعا کی ضرورت:

ہر شخص محتاج ہے اور زمین وآسمان کے سارے خزانے اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہیں، وہی سائلوں کو عطا کرتا ہے، ارشاد باری ہے: وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ (سورۃ محمد:۳۸) اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج ہو۔ انسان کی محتاجی اور فقیری کا تقاضہ یہی ہے کہ بندہ اپنے مولیٰ سے اپنی حاجت وضرورت کو مانگے اور اپنے کسی بھی عمل کے ذریعہ اللہ سے بے نیازی کا شائبہ بھی نہ ہونے دے کیونکہ یہ مقام عبدیت اور دعا کے منافی ہے۔

دُعا کی اہمیت:

دعا کی اہمیت کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ فاتحہ میں اپنے بندوں کو نہ صرف دُعا مانگنے کی تعلیم دی ہے بلکہ دعا مانگنے کا طریقہ بھی بتایا ہے۔ نیز ارشاد باری ہے: وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَإِنِّىْ قَرِيْبٌ، أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ، فَلْيَسْتَجِيْبُوا لِىْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِىْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ. (سورۃ البقرۃ: ۱۸۶) (اے پیغمبر) جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں تو (فرما دیجئے کہ) میں قریب ہی ہوں، جب کوئی مجھے پکارتا ہے تو میں پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں۔ غرضیکہ دعا قبول کرنے والا خود ضمانت دے رہا ہے کہ دعا قبول کی جاتی ہے، اس سے بڑھ کر دعا کی اہمیت کیا ہو سکتی ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے بندوں کو حکم دیتے ہوئے فرمایا: وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِىْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ (سورۃ المؤمن: ۶۰) تمہارے پروردگار نے کہا کہ تم مجھ سے دعا کرو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

حضور اکرم ﷺ نے بھی نہ صرف اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کی ترغیب دی ہے، بلکہ اس کے فضائل اور آداب بھی بیان فرمائے ہیں، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الدُّعَاءِ (ابن ماجہ۔ باب فضل الدُّعاء) اللہ کے یہاں دعا سے زیادہ کوئی عمل عزیز نہیں ہے۔ یعنی انسانوں کے اعمال میں دُعا ہی کو اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایت کو کھینچنے کی سب سے زیادہ طاقت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنْكُم بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ...... (ترمذی) تم میں سے جس کے لئے دُعا کا دروازہ کھل گیا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھل گئے اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب یہ ہے کہ بندہ اس سے عافیت کی دُعا کرے۔

حضور اکرم ﷺ نے دُعا کو مؤمن کا خاص ہتھیار یعنی اس کی طاقت بتایا ہے،(الدُّعَاءُ سِلاحُ الْمُؤْمِنِ)(رواہ ابو یعلی وغیرہ)۔ دُعا کو ہتھیار سے تشبیہ دینے کی خاص حکمت یہی ہوسکتی ہے کہ جس طرح ہتھیار دشمن کے حملہ وغیرہ سے بچاؤ کا ذریعہ ہے، اسی طرح دعا بھی آفات سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے پروردگار میں بدرجہ غایت حیا اور کرم کی صفت ہے، جب بندہ اس کے آگے مانگنے کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اس کو حیا آتی ہے کہ ان کو خالی ہاتھ واپس کردے، یعنی کچھ نہ کچھ عطا فرمانے کا فیصلہ ضرور فرماتا ہے۔(سنن ابی داؤد) حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد درحقیقت سائل کے لئے اُمید کی کرن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا کریم ہے جو مانگنے والوں کو کبھی محروم نہیں کرتا اور بندہ کی مصلحت کے مطابق ضرور عطا کرتا ہے۔

قرآن وحدیث سے جہاں دُعا کی اہمیت وفضیلت اور پسندیدگی معلوم ہوتی ہے، وہیں

احادیث میں دُعا نہ کرنے پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی بھی وعید آئی ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ يَغْضِبُ عَلَيْهِ** (ترمذی۔ **باب ماجاء فی فضل الدعاء**) جو بندہ اللہ تعالیٰ سے نہ مانگے اس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ دنیا میں ایسا کوئی نہیں ہے جو سوال نہ کرنے سے ناراض ہوتا ہو، حتی کہ والدین بھی اولاد کے ہر وقت مانگنے اور سوال کرنے سے چڑھ جاتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ اتنا مہربان ہے کہ جو بندہ اس سے نہ مانگے وہ اس سے ناراض ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے دُعا نہ کرنا تکبر کی علامت ہے اور مانگنے پر اسے پیار آتا ہے۔

دُعا کے چند اہم آداب:

دعا چونکہ ایک اہم عبادت ہے، اس لئے اس کے آداب بھی قابل لحاظ ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے دُعا کے بارے میں کچھ ہدایات دی ہیں، دعا کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ ان کا خیال رکھے۔ احادیث میں دعا کے لئے مندرجہ ذیل آداب کی تعلیم فرمائی گئی ہے، جن کو ملحوظ رکھ کر دُعا کرنا بلا شبہ قبولیت کی علامت ہے، لیکن اگر کوئی شخص کسی وقت بعض آداب کو جمع نہ کر سکے تو ایسا نہ کرے کہ دُعا ہی کو چھوڑ دے، دعا ان شاء اللہ ہر حال میں مفید ہے۔ آداب دعا میں بعض کو رکن یا شرط یا واجب کا درجہ حاصل ہے، جبکہ کچھ چیزیں مستحبات دعا کے زمرہ میں آتی ہیں اور کچھ چیزیں وہ ہیں جن سے دعا کے موقع پر منع کیا گیا ہے، جو منہیات و مکروہات دُعا کہلاتی ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

دعا کے چند اہم ارکان، شرائط اور واجبات :

۱) اللہ تعالیٰ سے اخلاص کے ساتھ دُعا کرنا، یعنی یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی ہماری ضرورتوں کو پوری کرنے والا ہے، ارشاد باری ہے: فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (سورۃ المؤمن:۱۴) تم لوگ اللہ کو خالص اعتقاد کر کے پکارو۔

۲) دعا کے قبول ہونے کی پوری اُمید رکھنا اور یہ یقین رکھنا کہ اللہ تعالیٰ نے قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے وہ بلاشبہ قبول کرے گا، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اُدْعُوا اللّٰهَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ (ترمذی) اللہ سے اس طرح دُعا کرو کہ تمہیں قبولیت کا یقین ہو۔

۳) دعا کے وقت دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف حاضر اور متوجہ رکھنا کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ لَايَسْتَجِيْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ (ترمذی) بے شک اللہ تعالیٰ اس بندہ کی دُعا قبول نہیں کرتا جو صرف اوپری دل سے اور توجہ کے بغیر دُعا کرتا ہے۔ غرضیکہ دُعا کے وقت جس قدر ممکن ہو حضور قلب کی کوشش کرے اور خشوع وخضوع اور سکون قلب ورقت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو۔

۴) دعا کرنے والے کی غذا اور لباس حلال کمائی سے ہونا۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص دور دراز کا سفر کرے اور نہایت پریشانی وپراگندگی کے ساتھ ہاتھ اُٹھا کر یارب یارب کہتے ہوئے دُعا کرے جب کہ اس کی غذا اور لباس سب حرام سے ہو اور حرام کمائی ہی استعمال کرتا ہو تو اس کی دُعا کیسے قبول ہو سکتی ہے؟ (صحیح مسلم)

۵) دُعا کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنا اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنا۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی دُعا مانگے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی بزرگی وثنا

سے دُعا کا آغاز کرے پھر مجھ پر درود بھیجے، پھر جو چاہے مانگے۔(ترمذی) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دعا آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتی ہے یعنی درجۂ قبولیت کو نہیں پہنچتی جب تک کہ رسول اللہ ﷺ پر درود نہ بھیجے۔ (ترمذی)

۶)دعا کے وقت گناہ کا اقرار کرنا، یعنی پہلے گناہ سے باہر نکلنا، اس پر ندامت کرنا اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کرنا۔

۷)دعا آہستہ اور پست آواز سے کرنا یعنی دعا میں آواز بلند نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً (سورۃ الاعراف:۵۵) تم لوگ اپنے پروردگار سے دُعا کیا کرو گڑگڑا کر اور آہستہ۔(البتہ اجتماعی دعا تھوڑی آواز کے ساتھ کریں)۔

دعا کے چند اہم مستحبات:

وہ اُمور جن کا دُعا کے وقت اہتمام کرنا اولیٰ وبہتر ہے:

۱)دعا سے پہلے کوئی نیک کام مثلاً نماز، روزہ اور صدقہ وغیرہ کا اہتمام کرنا۔

۲)قبلہ کی طرف رُخ کرکے دوزانو ہو کر بیٹھنا اور دونوں ہاتھوں کا مونڈھوں تک اس طرح اُٹھانا کہ ہاتھ ملے رہیں اور انگلیاں بھی ملی ہوں اور قبلہ کی طرف متوجہ ہوں۔

۳)اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور صفات عالیہ ذکر کرکے دعا کرنا۔

۴)اس بات کی کوشش کرنا کہ دُعا دل سے نکلے۔

۵) دُعا میں اپنے خالق ومالک کے سامنے گڑگڑانا، یعنی رو رو کر دعائیں مانگنا یا کم ازکم رونے کی صورت بنانا۔

۶)دعا کو تین تین مرتبہ مانگنا۔

۷) دُعا کے وہ الفاظ اختیار کرنا جو قرآن کریم میں آئے ہیں یا جو حضور اکرم ﷺ سے منقول ہیں کیونکہ جو دُعائیں قرآن کریم میں آئی ہیں ان کے الفاظ خود قبولیت کی دلیل ہیں اور احادیث میں بھی ان کی فضیلت مذکور ہے اور جو دُعائیں حضور اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے نکلی ہیں وہ ضرور اللہ تعالیٰ کو پیاری ہونگی۔

۸) تمام چھوٹی اور بڑی حاجتیں سب اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنا۔

۹) نماز کے بعد اور بالخصوص فرض نماز کے بعد دُعا مانگنا۔

۱۰) دعا کرانے والا اور ساتھ میں دعا کرنے والے کا دعا کے بعد آمین کہنا، اور اخیر میں دونوں ہاتھ اپنے چہرہ پر پھیر لینا۔

منہیاتِ ومکروہاتِ دعا:

وہ اُمور جن کا دعا کے وقت کرنا ممنوع یا مکروہ ہے:

۱) دعا کے وقت اسباب کی طرف نظر نہ ہو بلکہ اسباب وتدابیر سے قطع تعلق ہو کر مسبب الاسباب کی ذات پر یقین رکھنا۔

۲) دعا میں حد سے تجاوز کرنا غلط ہے، یعنی کسی ایسے امر کی دعا نہ کرنا جو شرعاً یا عادۃً محال ہو یا جو بات پہلے ہی طے ہو چکی ہو مثلاً یوں نہ کہے کہ فلاں مردہ کو زندہ کر دے یا عورت یہ دُعا کرے کہ مجھے مرد بنا دے، ایسی دعا ہرگز نہیں کرنی چاہئے۔

۳) دعا میں کسی قسم کا تکلف یا قافیہ بندی نہ کرے کیونکہ یہ امر حضور قلب سے باز رکھتا ہے اور اگر خود بخود بمقتضائے طبیعت قافیہ بندی ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔

۴) اپنی جان مال اور اولاد کے لئے بددعا نہ کرے، ممکن ہے کہ قبولیت کی ساعت میں یہ بددعا نکلے اور بعد قبولیت پشیمانی اٹھانی پڑے۔

۵) دعا کی عدم قبولیت پر مایوس ہو کر دعا کرنا نہ چھوڑنا بلکہ حتی الامکان پر امید رہنا اور دعا قبول ہو یا نہ ہو اپنے مالک کے روبرو ہاتھ پھیلاتے رہنا، عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو رحم آ جائے اور دعا قبول ہو جائے۔

قبولیت دعا کے بعض اوقات وحالات:

یوں تو دعا ہر وقت قبول ہو سکتی ہے، مگر کچھ اوقات وحالات ایسے ہیں جن میں دعا کے قبول ہونے کی توقع زیادہ ہے، اس لئے ان اوقات وحالات کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے:

۱) شب قدر یعنی رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کی راتیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

۲) ماہ رمضان المبارک کے تمام دن ورات، اور عید الفطر کی رات۔

۳) عرفہ کا دن (۹ ذی الحجہ کو زوال آفتاب کے بعد سے غروب آفتاب تک)۔ (ترمذی)

۴) مزدلفہ میں ۱۰ ذی الحجہ کو فجر کی نماز پڑھنے کے بعد سے طلوعِ آفتاب سے پہلے تک۔

۵) جمعہ کی رات اور دن۔ (ترمذی، نسائی)

۶) آدھی رات کے بعد سے صبح صادق تک۔

۷) ساعت جمعہ۔ احادیث میں ہے کہ جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی آتی ہے جس میں جو دعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔ (بخاری ومسلم) مگر اس گھڑی کی تعیین میں روایات اور علماء کے اقوال مختلف ہیں۔ روایات اور اقوال صحابہؓ وتابعین سے دو وقتوں کی ترجیح ثابت ہے،

اوّل امام کے خطبہ کے لئے ممبر پر جانے سے لے کر نماز جمعہ سے فارغ ہونے تک (مسلم)، خاص کر دونوں خطبوں کے درمیان کا وقت۔ خطبہ کے درمیان زبان سے دعا نہ کریں، البتہ دل میں دعا مانگیں، اسی طرح خطیب خطبہ میں جو دعائیں کرتا ہے ان پر بھی دل ہی دل میں آمین کہہ لیں۔ قبولیت دعا کا دوسرا وقت جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک ہے۔ (ترمذی)

۸) اذان واقامت کے درمیان۔ (ترمذی)

۹) فرض نماز کے بعد۔ (نسائی)

۱۰) سجدہ کی حالت میں۔ (مسلم)

۱۱) تلاوت قرآن کے بعد۔ (ترمذی)

۱۲) آب زم زم پینے کے بعد۔ (مستدرک حاکم)

۱۳) جہاد میں عین لڑائی کے وقت۔ (ابوداؤد)

۱۴) مسلمانوں کے اجتماع کے وقت۔ (صحاح ستہ)

۱۵) بارش کے وقت۔ (ابوداود)

۱۶) بیت اللہ پر پہلی نگاہ پڑتے وقت۔ (ترمذی)

دعا قبول ہونے کے چند اہم مقامات:

یوں تو دُعا ہر جگہ قبول ہوسکتی ہے، مگر کچھ مقامات ایسے ہیں جہاں دعا کے قبول ہونے کی توقع زیادہ ہے۔

۱)طواف کرتے وقت۔

۲)ملتزم پر چمٹ کر۔ (ملتزم اس جگہ کو کہتے ہیں جو حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازہ کے درمیان ہے،ملتزم عربی میں چمٹنے کی جگہ کو کہا جاتا ہے؛ چونکہ اس جگہ چمٹ کر دُعا کی جاتی ہے اس لئے اس کو ملتزم کہتے ہیں)۔

۳)حطیم میں خاص کر میزاب رحمت کے نیچے۔

۴)بیت اللہ شریف کے اندر۔

۵)صفا و مروہ پر،اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے وقت۔

۶)مقام ابراہیم کے پیچھے۔

۷)مشاعر مقدسہ (عرفات،مزدلفہ اور منی) میں۔

۸)جمرۂ اولیٰ اور جمرۂ وسطیٰ کی رمی کرنے کے بعد وہاں سے ذرا دائیں یا بائیں جانب ہٹ کر۔

مستجاب الدعوات بندے:

وہ حضرات جن کی دُعائیں قبول ہوتی ہیں اور احادیث میں جن کی دُعاؤں کے قبول ہونے کی بشارت دی گئی ہے:

۱)مظلوم کی دعا یعنی ایسا شخص جس پر کسی طرح کا ظلم ہوا ہو۔ (بخاری و مسلم)

۲)مضطر یعنی مصیبت زدہ کی دعا۔ (بخاری و مسلم)

۳)والدین کی دُعائیں اولاد کے حق میں تیزی کے ساتھ اثر کرتی ہے،لہذا ہمیشہ ان کی دُعائیں لیتے رہنا چاہئے اور اُن کی بددعا سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔ (مسلم)

۴) اسی طرح وہ اولاد جو والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے اور دل وجان سے ان کی خدمت کرے ان کی دُعاؤں میں بھی شانِ قبولیت پیدا ہو جاتی ہے۔

۵) مسافر یعنی جو اپنے گھر بار اہل وعیال سے دور ہو، مسافر چونکہ اپنے مقام سے دور ہوتا ہے، آرام نہ ملنے کی وجہ سے مجبور اور پریشان ہوتا ہے، جب اپنی مجبوری اور حاجت مندی کی وجہ سے دعا کرتا ہے تو اس کی دعا اخلاص سے بھری ہوئی ہوتی ہے اور صدق دل سے نکلنے کی وجہ سے قبول ہوتی ہے۔ (ابوداؤد)

٦) افطار کے وقت روزہ دار کی دعا کیونکہ یہ وقت لمبی بھوک پیاس کے بعد کھانے پینے کے لئے نفس کے شدید تقاضے کا ہوتا ہے، چونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ایک فریضہ کو انجام دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے بھوک پیاس برداشت کی ہے اس لئے روزہ کے اختتام پر بندہ کو یہ مقام دیا جاتا ہے کہ اگر وہ اس وقت دُعا کرے تو ضرور قبول کی جائے۔ (ترمذی)

۷) ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کے لئے غائبانہ دعا بھی مقبول ہے، اپنے لئے تو سب دعا کرتے ہیں مگر اس کے ساتھ اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے بھی خصوصی اور عمومی دعا کرنی چاہیئے، خواہ کوئی دعا کے لئے کہے یا نہ کہے، دوسروں کے لئے دعا کرتے رہیں کیونکہ ایک حدیث میں ہے کہ سب دعاؤں سے بڑھ کر جلد از جلد قبول ہونے والی دعا وہ ہے جو غائب کی غائب کے لئے ہو۔ (ترمذی) کیونکہ یہ دعا ریاکاری سے پاک ہوتی ہے، محض خلوص اور محبت کی بنیاد پر کی جاتی ہے اور اس میں اخلاص بھی زیادہ ہوتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک مسلمان کی اپنے مسلمان بھائی کی غیر حاضری میں کی جانے والی دعا

قبول ہوتی ہےاوراس کے سر کے پاس ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے جب وہ اپنے بھائی کے لئے دُعا کرتا ہےتو فرشتہ آمین کہتا ہےاور یہ بھی کہتا ہے کہ (بھائی کے حق میں تونے جودعا کی ہے) تیرے لئے بھی اس جیسی نعمت ودولت کی خوشخبری ہے۔ (مسلم)

۸) حجاج ومعتمرین کی دُعا، جوشخص حج یا عمرہ کے سفر پر نکلا ہواس کی دعا قبول ہونے کا وعدہ حدیث میں ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ حج وعمرہ کے مسافر بارگاہ الٰہی کے خصوصی مہمان ہیں اگر یہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں تو قبول فرمائے اور اگراس سے مغفرت طلب کریں تو ان کی بخشش فرمادے۔(ابن ماجہ ونسائی)

۹) مریض اور مجاہد فی سبیل اللہ کی دعا، احادیث سے ثابت ہے کہ مریض جب تک شفایاب نہ ہواور مجاہد جب تک واپس نہ ہوان کی دُعا بھی قبول ہوتی ہے۔ایک حدیث میں ہے کہ جب تم بیمار کے پاس جاؤ تواس سے دعا کے لئے کہو۔(ابن ماجہ) مجاہد فی سبیل اللہ، اللہ کے راستہ میں اپنی جان ومال کی قربانی دینے کے لئے نکل کھڑا ہوا تو جب مجاہد دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتا ہے۔

دُعا قبول ہونے کی علامت:

دعا قبول ہونے کی علامت یہ ہے کہ دعا مانگتے وقت اپنے گناہوں کو یاد کرنا، اللہ کا خوف طاری ہونا، بے اختیار رونا آجانا، بدن کے روئیں کھڑے ہوجانا، اس کے بعد اطمینان قلب اور ایک قسم کی فرحت محسوس ہونا، بدن ہلکا معلوم ہونے لگنا، گویا کندھوں پر سے کسی نے بوجھ

اُتار لیا ہو۔ جب ایسی حالت پیدا ہو تو اللہ کی طرف خشوع قلب کے ساتھ متوجہ ہو کر اس کی خوب حمد وثنا اور درود کے بعد اپنے لئے، اپنے والدین، رشتہ داروں، اساتذہ اور مسلمانوں کے لئے گڑگڑا کر دُعا کریں۔ انشاء اللہ اس کیفیت کے ساتھ کی جانے والی دعا ضرور قبول ہوگی۔ دعا کی قبولیت میں جلدی نہیں کرنی چاہئے کیونکہ دعا کی قبولیت کا وقت معین ہے اور نا اُمید بھی نہیں ہونا چاہئے اور یوں نہیں کہنا چاہئے کہ میں نے دعا کی تھی مگر قبول نہ ہوئی، اللہ تعالیٰ کے فضل سے نا امید ہونا مسلمان کا شیوہ نہیں۔ دعا کی قبولیت میں اللہ تعالیٰ کبھی کبھی مطلوب سے بہتر کوئی دوسری شیء انسان کو عطا فرماتا ہے، یا کوئی آنے والی مصیبت دور کر دیتا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ دعا مظہر عبدیت اور ایک اہم عبادت ہے۔ دعا مضطرب قلوب کے لئے سامان سکون، گمراہوں کے لئے ذریعۂ ہدایت، متقیوں کے لئے قرب الٰہی کا وسیلہ اور گناہگاروں کے لئے اللہ کی بخشش ومغفرت کی بادِ بہار ہے۔ اس لئے ہمیں دُعا میں ہرگز کاہلی وسستی نہیں کرنی چاہئے، یہ بڑی محرومی کی بات ہے کہ ہم دشمنوں سے نجات اور طرح طرح کی مصیبتوں کے دور ہونے کے لئے بہت سی تدبیریں کرتے ہیں مگر وہ نہیں کرتے جو ہر تدبیر سے آسان اور ہر تدبیر سے بڑھ کر مفید ہے (یعنی دعا)، اس لئے ہمیں چاہئے کہ اس اہم اور مہتم بالشان عبادت کے ارکان وشرائط وواجبات ومستحبات کے ساتھ اور منہیات ومکروہات سے بچتے ہوئے اپنے خالق ومالک کے سامنے وقتاً فوقتاً خوب دعائیں کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنی میں اپنے سے مانگنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

ذِکرِ الٰھی

ہمیں فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اپنے مالک، خالق، رازق اور غفور و رحیم کے ذکر کا اہتمام روزانہ خاص طور پر صبح و شام کے وقت کرنا چاہیئے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور نبی اکرم ﷺ نے اپنے ارشادات میں ذکر کی بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے، جن میں سے چند آیات و احادیث شریفہ مندرجہ ذیل ہیں:

☆ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰهَ ذِکْراً کَثِیْراً، وَسَبِّحُوْهُ بُکْرَةً وَّاَصِیْلاً﴾ (سورۂ احزاب۔ ۴۱،۴۲) اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کیا کرو۔ اور صبح و شام اسکی تسبیح بیان کیا کرو۔

☆ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ﴾ (سورۂ الروم۔ ۱۷) اللہ تعالیٰ کی تسبیح ہر وقت کیا کرو، خصوصاً شام کے وقت اور صبح کے وقت۔

☆ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿اَلا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ (سورۂ الرعد۔ ۲۸) خوب سمجھ لو، اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان ہوا کرتا ہے۔

☆ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا، ان

دونوں کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے، یعنی ذکر کرنے والا زندہ اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے۔ (بخاری، باب فضل ذکر اللہ عزوجل)

☆ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس گھر کی مثال جس میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے زندہ شخص کی طرح ہے یعنی وہ آباد ہے، اور جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا جاتا، وہ مردہ شخص کی طرح ہے یعنی وہ ویران ہے۔ (مسلم، باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ)

☆ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر کسی آدمی کا کوئی عمل عذاب سے نجات دلانے والا نہیں ہے۔۔ (رواہ الطبرانی فی الصغیر والاوسط ورجالهما رجال الصحيح. مجمع الزوائد ۱۰/۷۴)

نبی اکرم ﷺ نے ذکر کی عام فضیلت کے ساتھ بعض خصوصی اذکار میں معین تعداد کی خاص فضیلت بھی ذکر فرمائی ہے مثلاً:

☆ حضرت فاطمہؓ نے نبی اکرم ﷺ سے اپنی کمزوری کی وجہ سے ایک خادم طلب کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں اس سے زیادہ بہتر چیز تم کو نہ بتادوں اور وہ یہ ہے کہ تم سونے سے پہلے ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ یعنی ان تسبیحات کا اہتمام دن بھر کی تھکان کو دور کردے گا۔ (بخاری، باب التكبير والتسبيح عن المنام)

☆ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص ہر روز ۱۰۰۰ نیکیاں کمانے سے عاجز ہے؟ حاضرین میں سے ایک نے سوال کیا کہ ہم میں سے کوئی آدمی ۱۰۰۰ نیکیاں کس طرح کما سکتا ہے؟ تو حضور اکرم ﷺ ے ارشاد فرمایا: جو شخص ۱۰۰ مرتبہ سبحان اللہ پڑھے اس کے لئے ۱۰۰۰ نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اس کے ۱۰۰۰ گناہ معاف کردئے جائیں گے۔ (مسلم، باب فضل التھلیل والتسبیح والدعاء)

☆ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے دن میں ۱۰۰ مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھا تو اسکے گناہ معاف ہوجاتے ہیں خواہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ (بخاری)

نوٹ: اس طرح کے مضمون پر مشتمل احادیث میں گناہ صغیرہ مراد ہوتے ہیں، یعنی چھوٹے چھوٹے گناہ معاف ہوجاتے ہیں لیکن گناہ کبیرہ کی معافی کے لئے توبہ شرط ہے۔ نیز حقوق العباد کی معافی کے لئے پہلی اور بنیادی شرط بندہ کے حق کا ادا کرنا ہے۔

☆ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے صبح اور شام سبحان اللہ وبحمدہ ۱۰۰ مرتبہ پڑھا تو کوئی شخص قیامت کے دن اس سے افضل عمل لے کر نہیں آئے گا، سوائے اس شخص کے جس نے اس کے برابر یا اس سے زیادہ پڑھا ہو۔ (مسلم، باب فضل التھلیل والتسبیح والدعاء)

☆ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے سامنے توبہ کیا کرو، اس لئے کہ میں خود دن میں ۱۰۰ مرتبہ اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔ (مسلم، باب استحباب الاستغفار)

ذِکرِ اِلٰهِی کے لئے تسبیح یا بائیں ہاتھ کا استعمال

متعدد احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت اسلامیہ میں بعض اذکار گنتی کے ساتھ بھی مطلوب ہیں اور یہ تعداد مختلف طریقوں سے پوری کی جاسکتی ہے، مثلاً صرف دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے، دونوں ہاتھ کی انگلیوں سے، کنکریوں سے، کھجور یا کسی اور چیز کی گٹھلی سے یا اسی طرح تسبیح کے ذریعہ۔ نبی اکرم ﷺ نے ذکر کے لئے گنتی کرنے کا کوئی خاص طریقہ معین نہیں فرمایا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے مبارک ہاتھ پر تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ (ترمذی ۳۴۱۱ اور ۳۴۸۶، نسائی ۸۱۹ اور ۱۲۷۸، ابن ماجہ، ابوداود ۵۰۶۵، مسند احمد ۲/۲۰۴، بیہقی، صحیح ابن حبان، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، بزار، الادب المفرد للبخاری ۱۲۱۶) اس حدیث میں دائیں یا بائیں ہاتھ کی تعیین کے بغیر بیان کیا گیا کہ آپ ﷺ اپنے ہاتھ پر تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ البتہ ابوداود کی ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ اپنے داہنے ہاتھ پر تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ یہ حدیث ایک سند کے علاوہ باقی تمام سندوں سے دائیں (یمین) لفظ کے بغیر وارد ہوئی ہے۔ اس لئے اکثر محدثین نے دائیں لفظ کے اضافہ کو شاذ تسلیم کیا ہے، یعنی دائیں (یمین) کا لفظ راوی (محمد بن قدامہؒ) کی طرف سے بڑھایا ہوا ہے۔ اسی طرح نبی اکرم ﷺ کے سامنے صحابہ کرام کا مختلف چیزوں پر گنتی کرکے ذکر کرنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور آپ ﷺ نے زندگی میں ایک مرتبہ بھی کسی صحابی کو انگلیوں کے علاوہ کسی اور چیز پر گنتی کرکے ذکر کرنے سے نہیں روکا۔

☆ نبی اکرم ﷺ سے دائیں یا بائیں ہاتھ کی تحدید کے بغیر ہاتھ پر تسبیح پڑھنا ثابت ہے، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو اپنے ہاتھ

مبارک کی انگلیوں پر تسبیح شمار کرتے دیکھا۔ (ترمذی، باب ماجاء فی عقد التسبیح بالید)

☆ آپ ﷺ نے عورتوں کو دائیں یا بائیں ہاتھ کی تحدید کے بغیر انگلیوں پر تسبیح پڑھنے کا حکم دیا۔ (ترمذی، باب فی فضل التسبیح)

☆ ام المؤمنین حضرت صفیہ بنت حییؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے، میرے پاس چار ہزار کھجور کی گٹھلیاں رکھی ہوئی تھیں جن پر میں تسبیح پڑھا کرتی تھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حیی کی بیٹی! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: ان گٹھلیوں پر میں تسبیح پڑھ رہی ہوں۔ (ترمذی ۱۴/۲۷۴ ۳۵۵۴، رواہ الحاکم فی المستدرک ۱/۷۳۲ وقال ہذا حدیث صحیح، ووافقہ الذھبی ۱/۵۴۷)

☆ حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک صحابیہ کے پاس گیا جن کے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں رکھی ہوئی تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھا کرتی تھیں۔ (ترمذی ۵/۵۶۲ ۳۵۶۸، ابوداود۔باب التسبیح بالحصی ۱۵۰۰)

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ گٹھلیوں پر تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ (ترمذی ۱/۱۸۷، مسند احمد ۲/۵۴۰، ابوداود، مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۱۶۰) ☆ حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا گٹھلیوں پر تسبیح پڑھا کرتی تھیں۔ (مسند احمد، ابوداود)

تسبیح کے متعلق علماء کرام کے اقوال:

متعدد احادیث صحیحہ کی روشنی میں جمہور محدثین، فقہاء اور علماء کرام کی رائے یہی ہے کہ اذکار کی گنتی کے لئے انگلیوں کے علاوہ کھجور یا کسی اور چیز کی گٹھلی یا کنکری یا تسبیح کا استعمال کیا

جاسکتا ہے، اگرچہ انگلیوں کا استعمال زیادہ بہتر ہے، کیونکہ یہ چیزیں مقصود عبادت نہیں ہیں بلکہ عبادت کا ذریعہ ہیں، مثلاً مساجد میں اسپیکر کا استعمال عبادت مقصودہ نہیں ہے بلکہ عبادت کے ایک جزء کے ادا کرنے کا ذریعہ ہے، لہذا مساجد میں اسپیکر کے استعمال کی طرح تسبیح کا استعمال بھی بدعت نہیں ہے۔ ہندو پاک اور بنگلا دیش کے جمہور علماء کرام بھی (جو قرآن وسنت کی روشنی میں امام ابوحنیفہ ؒ کی رائے کو اختیار کرتے ہیں) یہی فرماتے ہیں کہ تسبیح پر بھی ذکر کیا جاسکتا ہے۔ مشہور مفسر قرآن شیخ جلال الدین سیوطی مصری شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) نے اپنی کتاب "المنحة فی السبحة" میں دلائل کے ساتھ تسبیح پر ذکر کرنے کے جواز پر جمہور علماء کا موقف تحریر فرمایا ہے۔

سعودی عرب کے مشہور ومعروف عالم دین وسابق مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن بازؒ نے بھی یہی وضاحت کی ہے جو ان کی ویب سائٹ پر اس لنک کے ذریعہ پڑھی اور سنی جاسکتی ہے۔ جس میں شیخ عبدالعزیز بن بازؒ نے تسبیح کے متعلق سوال کے جواب میں عرض کیا: **تسبیح یا گٹھلی یا کنکری کے ذریعہ ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ انگلیوں کے ذریعہ ذکر کرنا زیادہ بہتر ہے، جیساکہ نبی اکرم ﷺ نے انگلیوں کے ذریعہ ذکر کیا۔ لیکن احادیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے بعض عورتوں کو کنکریوں پر ذکر کرتے دیکھا تو آپ ﷺ نے ان سے کچھ نہیں کہا۔ بعض نیک لوگ کنکریوں پر تسبیح پڑھا کرتے تھے، جبکہ بعض دیگر صالحین سے دوسری چیزوں پر بھی ذکر کرنا ثابت**

ھے ۔ لھذا اس مسئلہ میں وسعت ھے (یعنی تسبیح یا کنکری وغیرہ کے ذریعہ بھی اللّٰہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاسکتا ھے) لیکن انگلیوں پر تسبیح پڑھنا زیادہ بھتر ھے ----

نیز شیخ عبدالعزیز بن بازؒ نے فرمایا ہے کہ بائیں ہاتھ سے بھی تسبیح پڑھنے کی گنجائش ہے، جو ان کی ویب سائٹ پر پڑھی اور سنی جاسکتی ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ کا بھی یہی قول ہے۔ نیز فرمایا کہ صحابہ کرام کا کنکریوں پر ذکر کرنا اور نبی اکرم ﷺ کا اس پر سکوت اختیار کرنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ نے اقرار کیا ہے کہ بعض صحابہ کرام مثلاً حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کنکریوں پر تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ (مجموعہ فتاوی ج ۲۲ ص ۲۹۷)

نوٹ: صحابی کے کسی عمل پر نبی اکرم ﷺ کا سکوت اختیار کرنا بھی حدیث ہے، جو امت مسلمہ کے لئے قابل عمل ہے۔ پوری امت مسلمہ نے صحابی کے کسی عمل پر نبی اکرم ﷺ کے سکوت کو حدیث اور قابل عمل و استدلال ہونا تسلیم کیا ہے۔

سعودی عرب کے مشہور و معروف عالم دین شیخ محمد عثیمینؒ کا بھی یہی قول ہے کہ تسبیح اور بائیں ہاتھ کا استعمال ذکر کے لئے کیا جاسکتا ہے، کیونکہ تسبیح کی اصل یعنی صحابہ کرام کا کنکریوں پر تسبیح پڑھنا احادیث سے ثابت ہے، البتہ انگلیوں سے ذکر کرنا بہتر ہے۔

سعودی عرب کے ایک دوسرے مشہور و معروف عالم دین شیخ عبدالعزیز بن فوزان بن صالح الفوزان اور اسی طرح شیخ محمد حسان کی بھی یہی رائے ہے۔

اس موضوع پر شیخ عبدالفتاح بن صالح الیافعی کا تحقیقی و تفصیلی مقالہ (حکم اتخاذ

السبحة بين المجيزين والمانعين) ہے،جس میں انہوں نے ثابت کیا ہے کہ امت مسلمہ خاص کر چاروں ائمہ احادیث صحیحہ کی روشنی میں تسبیح پر ذکر کرنے کے جواز کے قائل ہیں۔

خلاصۂ کلام: مذکورہ احادیث صحیحہ وفقہاء وعلماء کرام کے اقوال کی روشنی میں ذکر الٰہی کے لئے صرف داہنا ہاتھ یا دونوں ہاتھ یا تسبیح وغیرہ کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔حضور اکرم ﷺ کے اقوال وافعال کی روشنی میں برصغیر کے علماء کا بھی یہی موقف ہے۔لہٰذا اگر کوئی شخص دونوں ہاتھ یا تسبیح کے ذریعہ ذکر کرتا ہے تو کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اِس عمل کو بدعت کہے یا اُس شخص کو اُس کے عمل سے روکنے کی کوشش کرے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے کنکری یا گٹھلی وغیرہ پر صحابہ کرام یا صحابیات کو ذکر کرنے سے کبھی نہیں روکا، اسی طرح نبی اکرم ﷺ یا کسی صحابی یا تابعی یا تبع تابعی سے بائیں ہاتھ پر ذکر کرنے سے کوئی انکار حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ملتا، تو ہمیں کیا حق حاصل ہے کہ ہم کسی شخص کو بائیں ہاتھ پر یا تسبیح پر ذکر کرنے سے روکیں۔اگر ذکر کرنے کے لئے صرف دائیں ہاتھ پر ہی اکتفاء ضروری ہے تو قرآن کریم کو چھونے، اس کی طباعت اور جلد سازی کے لئے، اسی طرح بیت اللہ کا غلاف تیار کرنے اور اس کو بیت اللہ پر چڑھانے، نیز مسجد کی تعمیر اور جانماز وغیرہ کو تیار کرنے میں صرف داہنے ہاتھ کے استعمال پر ہی اکتفاء کرنا ہوگا، اور ظاہر ہے کہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے، لہٰذا ہم دونوں ہاتھ، اسی طرح تسبیح پر بھی ذکر کرسکتے ہیں۔

درود شریف کی اھمیت اور اس کے فضائل

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰـهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ. يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيْماً (سورہ احزاب۔آیت ۵۶) اللہ تعالیٰ نبی پر رحمتیں نازل فرماتا ہے۔اور فرشتے نبی کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں۔اے ایمان والو! تم بھی نبی پر درود و سلام بھیجا کرو۔

اس آیت میں نبی اکرم ﷺ کے اس مقام کا بیان ہے جو آسمانوں میں آپ ﷺ کو حاصل ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرشتوں میں آپ ﷺ کا ذکر فرماتا ہے اور آپ ﷺ پر رحمتیں بھیجتا ہے۔اور فرشتے بھی آپ ﷺ کی بلندی درجات کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کو حکم دیا کہ وہ بھی آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجا کریں۔

حدیث میں آتا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابۂ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! سلام کا طریقہ تو ہم جانتے ہیں (یعنی نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ --- پڑھنا) ہم درود کس طرح پڑھیں؟ اس پر آپ ﷺ نے درود ابراہیم بیان فرمایا، جو نماز میں التحیات پڑھنے کے بعد پڑھا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری)

صلاۃ کے معنی: اللہ تعالیٰ کا نبی پر درود بھیجنے کا مطلب آپ ﷺ پر رحمتیں نازل کرنا اور فرشتوں میں ان کا ذکر فرمانا ہے۔فرشتوں یا مسلمانوں کا آپ ﷺ پر درود بھیجنے کا مطلب آپ پر رحمت نازل کرنے اور بلندی درجات کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا ہے۔

درود شریف پڑھنے کے فضائل:

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس پر ۱۰ مرتبہ رحمتیں نازل فرمائے گا۔ (مسلم)

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس پر ۱۰ مرتبہ رحمتیں نازل فرمائے گا، اس کے ۱۰ گناہ معاف فرمائے گا اور اس کے ۱۰ درجے بلند فرمائے گا۔ (نسائی) درود شریف پڑھنے والے کے خلوص وتقوی کی وجہ سے درود شریف پڑھنے کا ثواب احادیث میں مختلف ذکر کیا گیا ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مجھ پر بکثرت درود بھیجتا ہے، قیامت کے روز سب سے زیادہ میرے قریب ہوگا۔ (ترمذی)

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کثرت سے درود بھیجنا (صغائر) گناہوں کی معافی کا سبب بنے گا۔ (ترمذی)

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تک مجھ پر درود نہ بھیجا جائے، دعا قبولیت سے روک دی جاتی ہے۔ (طبرانی)

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رسوا ہو وہ شخص جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ درود نہ پڑھے۔ (ترمذی)

☆ رسول اللہ ﷺ کا اسم مبارک سن کر درود نہ پڑھنے والے کے لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بددعا فرمائی۔ ہلاکت ہو اس شخص کے لئے جس کے سامنے آپ ﷺ کا نام لیا جائے اور وہ درود نہ بھیجے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر آمین کہا۔ (حاکم)

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ درود نہ پڑھے وہ بخیل ہے۔ (ترمذی)

درودشریف کے مختلف الفاظ احادیث میں وارد ہوئے ہیں، البتہ مذکورہ الفاظ (درود ابراہیم) سب سے افضل ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ وَّعَلَی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیمَ وَعَلَی آلِ اِبْرَاھِیمَ. اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اے اللہ! محمد اور آل محمد پر اسی طرح رحمتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر نازل فرمائیں۔

آل محمد سے کیا مراد ہے؟ اس سلسلہ میں علماء کے چند اقوال ہیں۔ البتہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ آل محمد سے نبی اکرم ﷺ کی اولاد، ازواج مطہرات، صحابۂ کرام اور دین اسلام کے متبعین مراد ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

درود پڑھنے کے بعض اہم مواقع:

۱) نبی اکرم ﷺ کا اسم مبارک سنتے، پڑھتے یا لکھتے وقت درود شریف پڑھنا چاہئے جیسا کہ احادیث میں بیان کیا گیا ہے۔ صرف ﴿صلی اللہ علیہ وسلم﴾ بھی کہا جاسکتا ہے۔

۲) آخری تشہد میں التحیات پڑھنے کے بعد: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا سے آغاز کرے۔۔۔ پھر تشہد میں اللہ تعالیٰ کے نبی پر درود بھیجے، اور اس کے بعد دعا مانگے۔ (ترمذی) نماز کے آخری تشہد میں التحیات پڑھنے کے بعد درود شریف پڑھنا واجب ہے یا سنت مؤکدہ۔ اس سلسلہ میں علماء کی رائے مختلف

ہیں۔البتہ ہمیں، ہر نماز کے آخری تشہد میں خواہ نماز فرض ہو یا نفل درود شریف پڑھنے کا خاص اہتمام کرنا چاہیئے۔

۳) اذان سننے کے بعد دعا مانگنے سے پہلے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مؤذن کی اذان سنو تو وہی کلمات دہراؤ جو مؤذن کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ مجھ پر درود پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔۔۔ پھر اذان کے بعد کی دعا (اللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ ....) پڑھو۔۔۔ (مسلم)

۴) جمعہ کے دن کثرت سے درود شریف پڑھیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، جو آدمی جمعہ کے روز مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ (حاکم وبیہقی)

۵) کوئی بھی دعا مانگنے سے قبل اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد درود شریف پڑھیں: ایک شخص (مسجد میں) آیا، نماز پڑھی اور نماز سے فراغت کے بعد دعا کرنے لگا۔ یا اللہ مجھے معاف فرما، مجھ پر رحم فرما۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے شخص! تو نے دعا مانگنے میں جلدی کی۔ جب نماز پڑھو اور دعا کے لئے بیٹھو تو پہلے حمد وثنا پڑھو، پھر مجھ پر درود بھیجو، پھر اپنے لئے دعا کرو۔ (ترمذی)

۶) جب بھی موقع ملے درود شریف پڑھیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری قبر کو میلہ نہ بناؤ اور نہ ہی اپنے گھر کو قبرستان بناؤ۔ تم جہاں کہیں بھی ہو مجھ پر درود بھیجتے رہو۔ تمہارا درود مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔ (مسند احمد)

AUTHOR'S BOOKS

IN URDU LANGUAGE:

حج مبرور، مختصر حج مبرور، حی علی الصلاۃ، عمرہ کا طریقہ، تحفۂ رمضان، معلومات قرآن، اصلاحی مضامین جلد ۱،
اصلاحی مضامین جلد ۲، قرآن وحدیث: شریعت کے دو اہم ماخذ، سیرت النبی ﷺ کے چند پہلو،
زکوۃ وصدقات کے مسائل، فیملی مسائل، حقوق انسان اور معاملات، تاریخ کی چند اہم شخصیات، علم وذکر

IN ENGLISH LANGUAGE:

Quran & Hadith - Main Sources of Islamic Ideology
Diverse Aspects of Seerat-un-Nabi
Come to Prayer, Come to Success
Ramadan - A Gift from the Creator
Guidance Regarding Zakat & Sadaqaat
A Concise Hajj Guide
Hajj & Umrah Guide
How to perform Umrah?
Family Affairs in the Light of Quran & Hadith
Rights of People & their Dealings
Important Persons & Places in the History
An Anthology of Reformative Essays
Knowledge and Remembrance

IN HINDI LANGUAGE:

क़ुरान और हदीस - इस्लामी आइडियोलॉजी के मैन सोर्स
सीरतुन नबी के मुख़्तलफि पहलू
नमाज़ के लिए आओ, सफलता के लिए आओ
रमज़ान - अल्लाह का एक उपहार
ज़कात और सदकात के बारे में गाइडेंस
हज और उमराह गाइड
मुख़्तसर हज्जे मबरूर
उमरह का तरीका
पारविारकि मामले क़ुरान और हदीस की रोशनी में
लोगों के अधकिार और उनके मामलात
महत्वपूर्ण वयक्ति और स्थान
सुधारात्मक निबंध का एक संकलन
इल्म और ज़िक्र

First Islamic Mobile Apps of the world in 3 languages
(Urdu, Eng.& Hindi) in iPhone & Android by Dr. Mohammad Najeeb Qasmi

DEEN-E-ISLAM HAJJ-E-MABROOR